

ماہ من

فرحت نشاط مصطفیٰ

قسط نمبر دس

"بابا سائیں! آپ کہیں جارہے ہیں؟" میر داد'میر حاکم کی تیاری دیکھ کے پوچھ بیٹھے۔
"ہاں بابا! شہر جانے کی تیاری ہے۔" وہ نشست سنبھالے ہوئے بولے۔
"لیکن بابا سائیں! آپ کو شہر نہیں جانا چاہئے۔ یہیں رہنا چاہئے" مخالفوں کے تیور اچھے
نہیں ہیں۔" میر داد نے خبر دی۔

"بابا! کیا ہو گیا ہے تمہیں" مخالف کوئی نئے نہیں پہلے والے ہی ہیں۔" میر حاکم کچھ
جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولے تھے۔

"لیکن انکے ارادے پہلے والے نہیں ہیں۔" میر داد نے سنسنی پھیلائی۔

اسی لئے تو وہ زمینوں سے جلدی لوٹا تھا۔ اڑتی اڑتی خبریں اسے کچھ لگی تھیں پھر میر زریاب
کی تاکید کہ بابا سائیں کسی صورت شہر نہ آنے پائیں۔

"تو ٹھیک ہے! تم لوگ سنبھال لینا۔ آخر کو میر حاکم کب تک یہاں بیٹھا رہے گا۔" میر
حاکم کارکنے کا کوئی موڈ نہ تھا۔

"ٹھیک ہے! بابا سائیں! بتانا میرا فرض تھا۔ آگے آپ کی مرضی۔" میرا داد نے بات ختم کی۔
"کرم داد! گاڑی نکلواؤ بابا! شہر کیلئے دیر ہو رہی ہے۔" میرا حاکم کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

میرا داد منٹھار کو کال کرنے لگے۔ ایک وہی تھا جو میرا حاکم کو سنبھال سکتا تھا۔

"ایک تو یہ ادا سائیں کی سمجھ نہیں لگتی۔ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں! سیدھا نکل پڑتے ہیں۔" منٹھار جھنجھلائے ہوئے انداز میں بیوی سے مخاطب تھا۔
"کیوں اب کہاں چل دیئے بڑے میاں؟" سونل نے پوچھا۔

"سونل! میری دھی! سو دفعہ کہا ہے سسر کا تو احترام کیا کر۔" اماں نے ٹوکا۔

"اگر قتی تو ہوں اب اور کیا کروں؟" وہ منہ بنا کے بولی۔

"اوہ ہو! تم دونوں تو اپنی چونچیں لڑانا بند کرو۔ میں ذرا ادا سائیں سے بات کروں۔" منٹھار نے کہتے ہوئے دوبارہ فون اٹھایا۔

"رہنے دیں بابا! وہ نہیں رکے والے۔ انکی جان وہاں اٹکی ہے میرا عمر کے بچوں میں! اپنے وارثوں میں۔" سونل تنک کے بولی۔

"اللہ تجھے بھی وارث دے گا میری دھی! ذرا حوصلہ کر۔" اماں نے اسے پیار سے سمجھایا۔

"پتا نہیں! اللہ سائیں میری گود کب ہری کرے گا؟"

سونل بڑبڑاتے ہوئے سر جھٹک کے رہ گئی۔

"عمر کے بابا شہر آرہے ہیں یشر؟ تمہارے اب کیا ارادے ہیں؟" سمیرہ نے اسے مطلع کرتے ہوئے پوچھا بھی۔

"میرا ارادہ اب بھی وہی ہے جو میں عمر کو بتا چکا ہوں۔" یشر کا انداز اٹل تھا۔
"تو ٹھیک ہے! اب اس قصے کو ختم کرو۔ میں روز'روز کی ٹینشن نہیں لے سکتی۔" سمیرہ کا انداز اکتایا ہوا تھا۔

اس اکتاہٹ میں ایک انجانا سا خوف تھا جو یشر ضیاء کیلئے قطعاً انجان نہیں تھا۔
وہ سمجھتا تھا'جانتا بھی تھا لیکن اپنے دل کے ہاتھوں مجبور بھی تھا۔

ہاں! ہمدردی اب ہمسفری کی خواہش کرنے لگی تھی۔

"یو ڈونٹ وری! سمیرہ'کب تک پہنچ رہے ہیں وہ؟" یشر نے پوچھا۔

"رات تک ہمارے ساتھ ہی ہوں گے۔" اس نے بتایا۔

"ٹھیک ہے! میرا زریاب کو بھی بلا لو۔ آج جو بات ہوگی ان دونوں کے سامنے ہوگی۔" یشر نے اٹل انداز میں کہا۔

"تم ادا زریاب کو بیچ میں کیوں لا رہے ہو؟" سمیرہ نے چونک کے پوچھا۔

"انکے بغیر یہ سب نہیں ہو سکتا سمیرہ۔ ایک وہی ہیں جو میر حاکم سے سب منوا سکتے ہیں۔" یشر سوچتے ہوئے بولا۔

میر زریاب وزیر میر حاکم کا تھا لیکن اس بار یشر ضیاء کی بساط پہ اسے یشر کی مرضی سے ہی چلنا تھا ورنہ وزیر کا کھیل ختم! اور شطرنج کے کھیل میں وزیر ختم ہو تو بساط الٹ جایا کرتی ہے۔

"گوری! میں تجھ سے آخری بار کہہ رہی ہوں باز آجا'مت کر ایسا۔" گلناز بیگم نے اسے روکنا چاہا لیکن۔ گوری تو منہ زور ندی کی طرح چڑھی ہوئی تھی سو سیلاب کے امکانات قوی تھے۔

"نہیں! نانی جتنا برداشت کرنا تھا کرلیا۔ جائز اولاد ہوتے ہوئے ناجائز کے بہت طعنے سننے ہیں لیکن اب اور نہیں۔ ان طعنوں کا حساب ان میروں کو دینا ہوگا۔" گوری سر پہ سیاہ چادر لیتے ہوئے اٹل انداز میں بولی۔

آج شام پریس کانفرنس تھی۔ یشر ضیاء نے صحافیوں کی ایک لمبی لسٹ کو انوائیٹ کیا تھا۔ "تو کچھ نہیں کر سکتی گوری۔ وہ لوگ بہت طاقتور ہیں۔"

"میں جو کچھ کر سکتی ہوں نانانی 'وہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔" گوری نے پرس اٹھاتے ہوئے کہا۔

وہ اب جانے کو تیار تھی۔

گلناز بیگم اسے رنج سے 'بے بسی سے دیکھنے لگیں۔

"تو میرے بڑھاپے کا آخری سہارا ہے گوری۔" انہوں نے بے حد آس سے اسے یاد دلایا۔

"اور یہی سہارا تم سے نہ چھنے نانی مجھے اپنی زمین تلاش کرنے دو۔ بنا چھت اور عزت کے

بہت سال جی لی۔ اب حقیقت جاننے کے بعد ایک دن بھی یوں گزارا تو مرجاؤں

گی۔" گوری انکا ہاتھ تھامتے ہوئے ان سے زیادہ بے بسی سے بولی تھی۔

اسکے لہجے کی کاٹ آنکھوں سے چھلکتی نہی !

گلناز بیگم کا دل نجانے کتنے حصوں میں منقسم ہو کے کر لایا تھا۔

"خدا تیرا بھلا کرے۔" انجانے خدشوں سے لرزتے ہوئے خوف سے کانپتا ہاتھ گوہر آرا کے

سر پہ ایک پل کیلئے ٹھہرا تھا۔

گوری دھیرے سے مسکراتے ہوئے وہاں سے ہٹی تھی۔

یشر ضیاء کی کال آرہی تھی۔

"جی! یشر صاحب کہیں؟" گوری نے فون کان سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

"پریس کانفرنس سے پہلے میرا زریاب کو ایک کال کیجئے گا۔ یہ ضروری ہے۔" یشر نے

ہدایت کی۔

"کس لئے؟" گوری اسکے ہاتھوں کھڑپتلی نہیں بننا چاہتی تھی۔
"تاکہ آپ کا مستقبل بھی سکور ہو سکے۔ یاد رکھیں آپ شطرنج کی بساط پچھائے بیٹھی ہیں اور
وزیر کو اپنے ہاتھ میں کرنا ہے آپ نے۔ میرا نہیں خیال اس سے زیادہ آپ کو سمجھانے
کی ضرورت ہے؟" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔
گوری کا دماغ اسکی بات پہ بہت تیزی سے دوڑ رہا تھا۔
وہ سمجھ گئی تھی یشر ضیاء اس سے کیا چاہ رہا تھا۔
"سمجھ گئی یشر صاحب۔" وہ سر ہلا کے بولی تھی۔
"اگر!" یشر کا انتخاب غلط ثابت نہیں ہوا تھا۔

"اللہ! مجھے معاف کر دے۔ مجھ پہ سے یہ برا وقت ٹال دے۔" ریزی کا دل مچو مناجات

تھے۔

ایک آدم زاد اسکی محبت میں مبتلا ہو گیا تھا بی بی کیلئے یہ بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔
وہ عصر کے وقت سے جو جائے نماز پہ بیٹھی تھی تو اب تک وہیں کی ہو کے رہ گئی تھی۔
مغرب کی اذانیں کہیں دور سے سنائی دے رہی تھیں۔ دن چھوٹے ہوتے جارہے تھے اور
راتیں بی بی کے سیاہ نصیب کی طرح لمبی۔

لیکن کون جانے کے اس سیاہ رات کی کوکھ سے جنم لینے والا سویرا کتنا روشن اور اجلا تھا۔

اسی پل ملازمہ نے دروازے پہ دستک دی تھی۔

سیل فون نجانے کب سے بچ رہا تھا لیکن میر زریاب کا دماغ کہیں اور ہی تھا۔
وہ منٹھار کی فون کال کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میر حاکم کی یوں اچانک آمد بے وجہ تو
نہیں تھی۔

"سر!" سیکرٹری نے احتیاطاً اسے پکارا۔

"ہوں!" وہ چونک کے سیدھا ہوا۔

"آپ کا فون!" وہ دھیمے انداز میں بولا۔

"ہاں میں دیکھتا ہوں۔ تم جاؤ!" وہ اسے جانے کا کہہ کے فون کی جانب متوجہ ہوا۔

<https://www.classicurdumaterial.com/> ایک نیا نمبر!

میر زریاب کی پیشانی پہ سلوٹ پڑ گئی۔
Support@classicurdumaterial.com

دھیان کے پردے پہ وہ ایک مانوس صورت پل میں ہی اتری تھی۔

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

"ہیلو!" کہتے ہوئے میر زریاب کا انداز خاصا کڑوا تھا۔

"آپ آئے نہیں" میر صاحب!" خاصے ناز بھرے انداز میں پوچھا گیا۔

بنا تعارف کروائے ہی پوچھا گیا۔

انکے رشتے میں تعارف کی ضرورت ہی نہیں تھی اور نہ لحاظ۔

"کہاں؟" اس نے چونک کے پوچھا۔

"بھول گئے آپ!" وہ کھلکھلا کے بولی۔

"فضولیات کیلئے میرے پاس قطعی وقت نہیں ہے۔" میرا زریاب کا انداز خاصا چڑا ہوا تھا۔

"لیکن خاندان کیلئے تو وقت ہے نا۔" گوری کا لہجہ خاصا خطرناک ہوا تھا۔

"مطلب!" میرا زریاب کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"ہمارا اور آپ کا تعلق مطلب کہاں کا ہے میرا صاحب۔" اس نے الجھایا۔

"بکواس نہیں!" زریاب نے سختی سے وارن کیا۔

"یہ بکواس نہیں ہے میرا صاحب اور آپ کو حقیقت جاننے کا اتنا شوق ہے تو ٹھیک ہے

بس آدھا گھنٹے انتظار کریں آج سارے راز کھلیں گے۔" گوری کا لہجہ اس سے زیادہ سخت

تھا۔

"تم کہاں ہو اس وقت؟"

"میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔" گوری کا انداز ہنوز وہی تھا۔

"پبلک میں بات کرنے سے پہلے تم مجھ سے بات کرلو۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔" میرا

زریاب نے پینترا بدلا۔

"نہ نفع نہ نقصان میرا مقصد صرف بربادی ہے 'میروں کی بربادی۔' گوری نے کوئی لحاظ

نہیں کیا تھا۔

"اندھی چالیں خود چالبازوں کا تخت بھی پلٹ دیتی ہیں۔ اس لئے میں تمہیں ایک آفر کر رہا ہوں۔" میر زریاب نے بمشکل اپنے اندر کی ہوتی اکھاڑ پچھاڑ کو سنبھالنے ہوئے کہا۔
ورنہ دل تو کر رہا تھا جو اسکے خاندان کی ناموس پہ ہاتھ اٹھائے وہ اسکا وجود ہی روئے زمین سے غائب کر دے۔

"کیسی آفر؟" گوری نے اچنبھے سے پوچھا۔
"کل شام سات بجے مجھ سے ملو۔" زریاب نے جگہ کا نام بتاتے ہوئے ہدایت کی۔
"ملاقات آپ کی خواہش پہ لیکن جگہ میری منتخب کردہ ہوگی۔" گوری نے شرط رکھی۔
میر زریاب اسکے انداز پہ خون کے گھونٹ بھر کے رہ گیا تھا۔
"کھو!"

"پی سی ہوٹل میں۔" گوری نے بے حد اطمینان سے جگہ کا نام بتایا۔
"ڈن!" اتنا کہہ کے میر زریاب نے فون بند کر دیا تھا۔
اس سے زیادہ وہ اس طوائف کو منہ نہیں لگا سکتا تھا لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ گوری کی بات ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔

پریس کانفرنس آج کی تاریخ میں ہونی تھی سو ہو کے رہی۔
میر زریاب آج اپنی زندگی میں دوسری دفعہ میر عمر کے گھر جانے پہ مجبور ہوا تھا۔
پہلے بی بی اور اب باپ!

Classic Urdu Mterial

ہر جگہ وہ رشتوں اور اختیارات کے نام پہ ہی اپنا وقت بانٹتا آیا تھا۔

"آپ کے بابا آئے ہیں بی بی۔" ملازمہ نے بتایا تھا۔

"بابا!" اس لفظ پہ رکزی پھیکا سا مسکرا دی تھی۔

رکزی کو یاد نہیں پڑتا تھا کہ آخری دفعہ میر حاکم سے اس کا سامنا کب ہوا تھا۔ وہ بیٹی نہیں بی بی تھی اور بی بی مردوں سے نہیں ملتیں چاہے ماضی میں وہ انکے محرم رہے ہوں۔

"اچھا! کب آئے وہ؟" وہ جائے نماز تہہ کرتے ہوئے یونہی پوچھ بیٹھی۔

"تھوڑی دیر پہلے!" ملازمہ کو اسکے سپاٹ تاثرات پہ حیرت ہی ہوئی تھی۔

"بچے کہاں ہیں؟" رکزی نے اب کی بار الگ ہی سوال پوچھا تھا۔

"بڑے میر کے ہی پاس ہیں۔" ملازمہ کے بتانے پہ رکزی گہری سانس لے کے رہ گئی۔

وہ جان گئی تھی میر حاکم آج اپنے وارثوں کیلئے آئے تھے اس کیلئے نہیں۔

لیکن بی بی رکزی فاطمہ یہ نہیں جانتی تھی میر حاکم آئے نہیں بلائے گئے ہیں۔

"ادا زریاب! آپ۔" میر عمر اسے دیکھ کے واضح چونکا تھا۔

پہلے باپ کی اچانک آمد اور اب بھائی کا آنا۔

Donot copy paste with out writer permission

Mahe mann Episode 10 by Farhat Nishat Mustafa

For more Novels Visit

www.Classicurdumaterial.com

Page 10

تو کیا لیشر ضیاء نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔
"برا لگا کیا میرا آنا؟" میرا زریاب کے انداز میں کھوج تھی۔
"نہیں ادا! موسٹ ویلکم تشریف رکھیں۔" میرا عمر نے آداب میزبانی نبھائے تھے۔
آج میرا عمر کی ایک ضروری میٹنگ تھی لیکن اب وہ کھٹائی میں پڑتی دکھائی دے رہی تھی۔
"بابا سائیں! آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" میرا زریاب نے بچوں کے ساتھ لاڈ میں
مصروف میرا حاکم کو مخاطب کیا۔
"ہاں بابا بولو۔" وہ عیسیٰ کو گود میں اٹھاتے ہوئے بولے۔
"وہ!" الفاظ تلاش کرتے ہوئے میرا زریاب کی نظریں میرا عمر پہ ٹھہر سی گئیں۔
"آپ لوگ ریلکس ہو کے بات کریں۔ میں جب تک ایک دو ضروری فون کالز کر لیتا
ہوں۔" میرا عمر انکا انداز دیکھتے ہوئے نشست چھوڑ چکے تھے۔
میرا زریاب انکی بات پہ سر ہلا کے رہ گئے۔
تھے تو میرا عمر ان سے عمر میں چھوٹے ہی لیکن عقل میں ان سے کہیں زیادہ ہی تھے۔

"لیشر! تم!" اس شام کے تیسرے مہمان کو اپنے گھر میں دیکھ کے میرا عمر کو ہرگز خوشی
نہیں ہوئی تھی۔

"مجھے آپ کے گھر والوں سے آج ہی بات کرنی ہے۔" ایشر اسے سننے نہیں اپنی سنانے آیا تھا۔

"کیا بات کرو گے تم؟"

"وہی جو تم سے کی!"

"کیا سمجھتے ہو؟ یہ لوگ تمہیں یہاں سے زندہ جانے دیں گے۔" میر عمر کا انداز تیکھا ہوا۔

"تم یوں سمجھو عمر کہ میری جان آج میرے وجود کا حصہ ہی نہیں۔" ایشر ضیاء نہایت اطمینان سے بولا تھا۔

"تم قیامت کو خود دعوت دے رہے ہو۔" عمر نے اسے باز رکھنا چاہا تھا۔

"اور اس قیامت سے تمہارے گھر کو کوئی آنچ نہیں پہنچے گی میر عمر ایشر ضیاء کا یقین

کرو۔" ایشر اسکا وہم جانتا تھا۔

"تمہیں انہیں نہیں جانتے۔" میر عمر نے وارن کیا۔

"میں خود کو جانتا ہوں اور میر عمر فرار مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔ تم بہت سال پہلے جو کام

نہ کر سکے آج کرلو۔ بھائی ہونے کا کچھ تو فرض ادا کرو ورنہ بہنوں کے قرض بھائیوں کی

آخری سانس قضاء نہیں ہونے دیتے۔" ایشر ضیاء کے لہجے میں آنچ تھی۔

میر عمر ساکت رہ گئے تھے۔

سامنے کھڑا بندہ انہیں بنا پانی کے ہی ڈبو گیا تھا۔

"آپ کو معلوم ہے تبریز چچا کی شادی کے بارے میں؟" میر زیبا نے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"تبریز! یہ کہاں سے یاد آگیا تمہیں؟" میر حاکم نے حیرت سے پوچھا۔

جواب میں میر زیبا نے انہیں ساری بات بتادی تھی۔

"چھی! ایک طوائف سے شادی اتنی گھٹیا پسند اور وہ بھی ایک میر زادے کی۔ تمہیں یہ

داستان کس نے سنائی؟" میر حاکم حقارت سے بولے تھے۔

میر زیبا نے اچنبھے سے انہیں دیکھا۔

میر عمر کے ساتھ اندر آتالیشر ضیاء میر حاکم کی اداکاری کی داد دیئے بنا نہ رہ سکا تھا۔

"اس لڑکی نے!" میر زیبا نے اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے کہا۔

"جو خود کو میر تبریز کی بیٹی کہتی ہے وہ جھوٹ کہتی ہے۔" میر حاکم نے کروفر سے انکار

کیا۔

میر زیبا باپ کے انداز پہ مطمئن ہو گئے۔ میر حاکم اگر کہہ رہے تھے تو ٹھیک ہی کہہ رہے

تھے لیکن کہیں کچھ کھٹک رہا تھا۔

"کچے ثبوت ہیں اس کے پاس۔" میر زیبا نے آگاہ کیا۔

"سائنسی دور ہے بابا سب ممکن ہے۔" میر حاکم لاپرواہی سے بولے۔

Classic Urdu Mterial

"الیکشن سر پہ ہیں میر صاحب کچھ تو خیال کیجئے۔" ایشر نے انکی گفتگو میں مداخلت کی۔
میر حاکم اور میر زریاب دونوں ہی نے چونک کے اسے دیکھا تھا۔

"تمہارا کیا کام اس معاملے میں؟" میر حاکم نے بمشکل اپنی ناگواری چھپائی تھی۔
کچھ بھی تھا سامنے بیٹھا شخص اپنی اہمیت منوانا جانتا تھا۔

"ہمارا ہی تو کام ہے اس معاملے میں۔" ایشر کا لہجہ معنی خیز ہوا۔
سمیرہ جو ایک طرف کھڑی ان مردوں کی بات سن رہی تھی اس نے دونوں ہاتھ سختی سے
باہم پیوست کر لے تھے۔

"کہنا کیا چاہتے ہو؟" میر زریاب نے پوچھا۔

"اس معاملے کو ہلکا مت لیں۔ چیونٹی ہاتھی کو زیر کر سکتی ہے یہ سب جانتے ہیں۔" ایشر
کا لہجہ مبہم ہوا۔

"ہوں! ٹھیک کہتے ہو۔" زریاب نے تائید کی۔

"اسکے علاوہ ایک اور بات ہے جسے میں ٹھیک کہتا ہوں اگر آپ سننا چاہیں۔" ایشر کا انداز
پراسرار ہوا۔

سمیرہ نے اپنے دل کی دھڑکنوں کا شور واضح سنا تھا۔

"کھل کے کہو بابا۔" میر حاکم اکتائے ہوئے انداز میں بولے۔

"میں آپ کی بیٹی ریزی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔" لشر کی خواہش نہیں وہ دھماکہ تھا جو میروں کی سماعت پہ کیا گیا تھا۔
سمیرہ نے اپنا دایاں ہاتھ لبوں پہ سختی سے جمایا تھا۔
قیامت آچکی تھی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟ وہ بی بی ہے نکاحی ہوئی۔ اسکی خواہش کرنا حرام ہے۔" میر حاکم گرج کے بولے تھے۔
"حرام یہ نہیں وہ ہے جو آپ نے اسکے ساتھ کیا ہے۔" لشر کا لہجہ انکے برعکس دھیما تھا لیکن آگ لگانے والا تھا۔

"وہ ہماری اولاد ہے" ہم نے جو کیا اسکے بھلے کیلئے کیا۔" میر حاکم کا بس نہ چلتا تھا سامنے بیٹھے اس لڑکے کو گولی ماری دیں۔

میر زریاب البتہ سلگتی نظروں سے اسکا بھرپور جائزہ لے رہا تھا۔
"جو آپ نے کیا وہ بھلا نہیں ہے لیکن اب جو میں کروں گا وہ بی بی کے بھلے کیلئے ضرور ہوگا۔" لشر کے نرم لہجے کی سنگینی میر زریاب نے پوری طرح محسوس کی۔
"کیا کرو گے تم؟" میر زریاب نے پوچھا۔

"سوشل میڈیا پہ ایک دفعہ یہ نیوز وائرل ہوگئی تو نیشنل اسمبلی میں اپنی سیٹ تو آپ ختم ہی سمجھیں۔ سنا ہے میر زریاب اس بار آپ کے سینئر بننے کے چانسز زیادہ ہیں لیکن افسوس!" ایشر نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے بات اُدھوری چھوڑتے ہوئے ریوٹ اٹھا لیا۔

دیوار پہ نصب ایل سی ڈی آج کے دن کی تیسری بری خبر میر زریاب کیلئے حاضر تھی۔ گوہر آرا نے پریس کانفرنس کی تھی۔

"مکار عورت!" میر زریاب کا خون کنپٹیوں میں ٹھوکر مارنے لگا تھا۔

"رکزی!" سمیرہ اسکے کمرے میں آئی تھی۔

"بھرجائی!" رکزی اسکی فٹ ہوتی رنگت دیکھ کے چونکی تھی۔

"ایشر نے بات کر لی ہے۔" سمیرہ نے اسے بتایا۔

"نہیں!" رکزی کا چہرہ خوف سے سپید پڑ گیا۔

سیاہ آنکھوں کی پتلیاں ساکت سی ہو کے ٹھہر گئیں۔

وہ مہربان سا شخص اس پہ ستم ڈھانے سے باز نہیں آیا تھا۔

رکزی پورے قد سے زمین پہ گری تھی۔

اس نے بی بی کا مرتبہ خاک میں جو ملا دیا تھا زمین پہ تو گرنا تھا ہی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" میر حاکم کا سارا اطمینان ختم ہو چکا تھا وہ پریس کانفرنس دیکھ کے۔
گوری نے ان پہ بس ایک احسان کیا تھا کہ انکے خاوادے کا نام نہیں لیا تھا لیکن اپنے
انداز سے اس نے واضح کر دیا تھا کہ کل کی ملاقات پہ اگر میر زریاب کوئی چالبازی کرنا بھی
چاہتا تھا تو اس سے باز رہے۔

"آپ میں سے کوئی ایک خوش نصیب ہوگا جسے میں اپنے خاندان کا نام بتاؤں گی۔" گوری
اپنے مہرے بہت کامیابی سے رکھ رہی تھی۔

"ویری گڈ!" لیشر ضیاء کو اسکا انداز پسند آیا تھا۔

"لڑکے! تم نے یہ جرات کر تولی ہے آج دوبارہ سوچنا بھی مت۔ میر عمر سے تمہاری
قربت داری کا لحاظ ہے ورنہ تمہارا انجام دیکھ کے دنیا عبرت پکڑتی۔" میر حاکم غصے سے بول
رہے تھے۔

"میر صاحب! آپ لحاظ کر رہے ہیں تو میں بھی کر رہا ہوں ورنہ صرف ایک خبر کی دیر
ہے۔" لیشر کا لہجہ سرد ہوا۔

"تم جو سوچ رہے ہو وہ ناممکن ہے۔" میر زریاب نے مختصر الفاظ کا انتخاب کیا تھا لیکن
لہجہ آگ برساتا ہوا تھا۔

"جہاں لوگوں کی سوچ ختم ہوتی ہے وہیں سے لیشر ضیاء کی شروع ہوتی ہے۔" وہ جتا اور بتا دونوں رہا تھا۔

"سوچ کا سفر ہماری روایات کے آگے ہیچ ہے۔" میر زریاب نے ہاتھ اٹھا کے بات ختم کی تھی۔

"میں ان روایات کو نہیں مانتا سو انکی سرکوبی کیلئے ہر حد تک جاؤں گا۔" لیشر کے انداز میں اب کے واضح دھمکی تھی۔

میر عمر خاموشی سے یہ ساری بحث سنے جا رہے تھے۔

"واہ! عمر واہ اچھا صلہ دیا تم نے! سالا ہی ملا تھا ہمارے خلاف سازش کرنے کو۔" میر زریاب کی توپوں کا رخ انکی جانب ہوا۔

"ادا! میں بہت سال ہوئے ان ساری باتوں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ آپ مجھے ان سب میں

شامل نہ کریں۔" میر عمر کا انداز سپاٹ تھا۔

"لیکن آگ تو تمہارے گھر سے ہی لگی ہے نا بابا۔" میر حاکم کبیگی سے بولے۔

"سب اپنے انتخاب میں آزاد ہیں بابا۔" میر عمر نے انہیں باور کروایا۔

"لیشر ضیاء! بابا اس سے پہلے ہمارا ضبط جواب دے جائے! تم یہاں سے چلے جاؤ۔" میر حاکم نے لیشر کو وارن کیا۔

"چلا تو میں جاؤں گا لیکن آپ کے پاس سوچنے کا زیادہ وقت نہیں ہے میرے صاحب الیکشن سر پہ ہیں۔ خیال رکھئے گا اور پھر آپ کی اچانک سے منظر عام پہ آنے والی بھتیجی کا بھی تو کچھ کرنا ہے۔" ایشر ضیاء انہیں باور کرواتے ہوئے اٹھا تھا۔

وہ انہیں اچھی طرح جتنا چکا تھا کہ وہ چاروں طرف سے پھنس چکے تھے۔
"شاید! اس بار صرف آپ کو صوبائی اسمبلی تک محدود رہنا پڑے۔" وہ جاتے جاتے رک کے بولا تھا۔

میر زریاب اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھ کے رہ گئے۔
ایشر ضیاء کا فیصلہ اچانک کئے جانے والے فیصلوں میں سے انہیں ہرگز معلوم نہیں ہوا تھا۔

"عمر! ریزی کو پتا نہیں کیا ہوا ہے؟ وہ بیہوش ہو گئی ہے۔" سمیرہ حواس باختگی سے بولی تھی۔

"کیا؟ لیکن وہ تو بالکل ٹھیک تھی۔" میر عمر کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔
"پتا نہیں! میں نے ڈاکٹر ثمنہ کو کال کی ہے۔ وہ آتی ہی ہوں گی۔" سمیرہ خود بھی پریشان تھی۔

"اس بے حیاء کا گلا دبا دو شرم نہیں آتی بزرگوں کا نام ڈبوتے ہوئے۔" میر حاکم حقارت سے بولے تھے۔

"اس میں رکزی کا کیا قصور ہے بابا؟" میر عمر کو غصہ آیا۔
"قصور تو ہمارا ہے بابا جو تیری ذال پہ یقین کر بیٹھے۔ اس لئے وہ حمایتیں کر رہی تھی ناکہ بی بی کو شہر بھیج دو۔" میر حاکم نے نتیجہ نکالا۔
"بابا! میری نیت غلط نہیں تھی۔" سمیرہ نے صفائی دی۔
"ہوں!" میر حاکم سر جھٹک کے رہ گئے۔
"بی بی! کو واپس گوٹھ بھیجنا ہوگا بابا سائیں۔" میر زریاب فیصلہ کر چکا تھا۔
سمیرہ حق دق سی اسے دیکھ کے رہ گئی۔

"اسٹریس لینے کی وجہ سے انکی یہ کنڈیشن ہوئی ہے۔ انہیں خوش رکھنے کی کوشش کریں انہیں تو نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر ثمنینہ نے واضح ہدایت کی تھی۔
سمیرہ نے لب بھینچ کے میر حاکم کو دیکھا تھا۔
"اگر رکزی کی ذرا سی بھی خواہش ہوتی تو آج وہ اس حالت میں نہ ہوتی۔" سمیرہ نے ڈاکٹر کے جانے کے بعد سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

Classic Urdu Mterial

"بھرجائی! بی بی کی تیاری کروادیں۔ ہم تھوڑی دیر میں گوٹھ کیلئے نکلنے والے ہیں۔" میر

زریاب کا لہجہ سمیرہ سے بڑھ کے سپاٹ تھا۔

سمیرہ افسوس سے وہ بے حس انداز دیکھتی رہی۔

جاری ہے

<https://www.classicurdumaterial.com/>

Support@classicurdumaterial.com

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

Donot copy paste with out writer permission

Mahe mann Episode 10 by Farhat Nishat Mustafa

For more Novels Visit

www.Classicurdumaterial.com

Page 21